بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ٹیلیفون نمبر ۹۱ — رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی — یوم سہ شنبہ

جلد ۳۰ | ۱۴ ماہ شہادت ۱۳۲۱ ہش | ۲۷ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ | ۱۴ ماہ اپریل ۱۹۴۲ء | نمبر ۸۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۲ اپریل سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق شام کے سات بجے کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت بفضل خدا نسبتاً اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی صاحبزادی امۃ الوحید بیگم سلمہا اللہ تعالےٰ کو آج ۱۰۴ درجہ کا بخار ہے۔ دُعائے صحت کی جائے:۔

آج مولوی آفتاب الدین احمد صاحب مبلغ غیر مبائعین سابق مشنری ووکنگ کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ملاقات کا موقعہ دیا۔ اور مذہبی مسائل کے متعلق پون گھنٹہ گفتگو فرمائی:۔

مجلس مشاورت کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ترجمۃ القرآن انگریزی کی چھپائی کے انتظامات کے متعلق جو سب کمیٹی مقرر فرمائی تھی۔ آج اس کا اجلاس ہوا جس میں حضور نے بھی شمولیت فرمائی۔ ضروری امور طے کئے گئے:۔

"مولوی محمد علی صاحب اور یزید کا رنگ"

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ایک حال کے خطبہ جمعہ میں جو ۱۰ فروری کے "پیغام صلح" میں "یزید اور امام حسین۔ قادیانی اور ہم" اور "سامنے آکر بات کرنے سے میاں صاحب کی گھبراہٹ اور مقابلہ تفسیر کا کھیل" کے نہایت متین اور ثقہ دوسرے عنوان کے ساتھ شائع ہوا۔ بتایا تو یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں "کچھ نہ کچھ مجبور ہو کر ادھر سے بھی (یعنی مولوی صاحب کی طرف سے) لکھنا پڑتا ہے"۔ لیکن اسی خطبہ میں انہوں نے بغیر کسی مجبوری کا ذکر کئے۔ اور کوئی ایسی وجہ بتائے جو حال میں پیدا ہوئی ہو۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے خلاف وہی ناپاک لفظ استعمال کیا جس کے متعلق حال ہی میں حضور بایں الفاظ شکوہ فرما چکے ہیں۔ کہ مولوی صاحب کے رفقاء نے اپنی تحریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاویہ کہا ہے۔ اور مجھے یزید قرار دیا گیا ہے۔ اور مولوی صاحب نے توجہ دلانے پر اپنے ساتھیوں کو نصیحت نہیں کی۔ بلکہ الٹی ان کی طرفداری کی ہے:۔

پھر نہ صرف یہ لفظ استعمال کیا۔ بلکہ اپنی اس نہایت دل آزار حرکت کی تائید میں بزعم خود دلائل بھی پیش کئے ہیں۔ چنانچہ کہا:۔

"یزید کا رنگ کہاں نظر آتا ہے۔ اور امام حسین کے رنگ میں کون جماعت رنگین ہے۔ یہ ایک موٹی بات ہے۔ یزید کون ہے۔ جو خلافت پر متمکن ہے۔ کثرت اس کے ساتھ ہے اور دوسری طرف صرف چند لوگ ہیں۔ جو اس خلافت کے دعویدار کی بیعت اس لئے نہیں کرتے کہ وہ اسے اس کا اہل نہیں سمجھتے"۔ (پیغام ۱۰ فروری)

ان الفاظ میں مولوی محمد علی صاحب نے جو طریق اختیار کیا ہے۔ وہ نہ صرف تہذیب و شرافت کے لئے باعث عار ہے۔ بلکہ عقل و فکر کے لحاظ سے بھی بہت گرا ہوا ہے۔ مولوی صاحب نے جہاں نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنی ساری جماعت کو حضرت امام حسین کے رنگ میں نہایت آسانی کے ساتھ رنگ لیا۔ وہاں لاکھوں انسانوں کے پیشوا اور واجب الاطاعت امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو نہایت بے تکلفی سے (نعوذ باللہ) یزید قرار دے دیا۔ اور اس کے لئے صرف یہ کہدینا کافی سمجھ لیا۔ کہ "یہ ایک موٹی بات ہے۔ یزید کون ہے۔ جو خلافت پر متمکن ہے"! گویا صرف خلافت پر متمکن ہونا یزید کے رنگ میں رنگے جانے کے لئے کافی ہے۔ معلوم نہیں شدت غضب کے باعث یا کسی اور وجہ سے مولوی صاحب نے اتنا بھی خیال نہیں کیا۔ کہ خلافت پر متمکن تو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ بھی ہوئے۔ اور مولوی صاحب ان کی بیعت میں شامل بھی رہے۔ کیا اس وقت خود ان پر یزیدیت کا رنگ چڑھ گیا تھا:۔

پھر یہ بھی واقعہ ہے۔ کہ بعض لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی۔ اور ان کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ کیا اس بنا پر مولوی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ "کثرت اس کے ساتھ تھی۔ اور دوسری طرف صرف چند ایک لوگ تھے"۔ اس لئے اس خلافت میں یزید کا رنگ نظر آتا تھا۔ افسوس کہ مولوی صاحب جوش میں آکر ایسی ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں جن کی زد بہت دور تک پڑتی ہے۔ اور ان کے مسلمہ بزرگ بلکہ وہ خود بھی اس زد سے بچ نہیں سکتے:۔

مولوی صاحب نے اپنی قلت کو حضرت امام حسین کے رنگ میں رنگین ہونے کا بہت بڑا ثبوت پیش کیا ہے۔ لیکن کیا اسی خلافت کے مقابلہ میں انہوں نے یہ اعلان نہ کیا تھا۔ کہ "بمشکل قوم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے"۔ (پیغام صلح ۵ مئی ۱۹۱۴ء) اس وقت وہ کس رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

ایک اور بات مولوی صاحب نے یہ لکھی ہے۔ کہ "وہ اس خلافت کے دعویدار کی بیعت اس لئے نہیں کرتے۔ کہ وہ اسے اس کا اہل نہیں سمجھتے"! لیکن اگر بیعت نہ کرنے کی یہی وجہ تھی۔ تو انہوں نے اپنے سب سے پہلے جلسہ میں حسب ذیل ریزولیوشن کیوں پاس کیا تھا۔ کہ:۔

"صاحبزادہ صاحب کے انتخاب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں۔ کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں۔ یعنی اپنے سلسلہ احمدیہ میں ان کو داخل کریں۔ لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس حیثیت میں ہم انہیں امیر تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لئے بیعت کی ضرورت نہ ہو گی"!

اگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ غیر مبائعین کے نزدیک خلافت کے اہل ہی نہ تھے تو غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لینے کی حد تک اسے جائز سمجھنے کے کیا معنی؟ اور اس حیثیت میں امیر ماننے کا کیا مطلب۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ اس وقت مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کو نہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے عقائد پر اعتراض تھا۔ اور نہ انہیں خلافت کے نااہل قرار دیتے تھے۔ اس وقت انہیں فکر صرف اتنی تھی کہ ان کی چودھرکوٹھیس نہ لگے۔ اور انہیں کسی کے آگے سر اطاعت خم نہ کرنا پڑے۔ صرف یہی ایک بات تھی جس نے انہیں علم مخالفت بلند کرنے پر آمادہ کیا۔ پس آج ان کا یہ کہنا کہ وہ خلافت کے دعویدار کی بیعت اس لئے نہیں کرتے۔ کہ وہ اسے اس کا اہل نہیں سمجھتے"! کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اب وہ ضد میں بہت آگے نکل چکے ہیں:۔

یزید کی خلافت کے متعلق "پیغام" کا اپنا بیان یہ ہے۔ کہ "امیر معاویہ ہی وہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں عجمی دستور کی مانند اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ مقرر کیا۔ اور لوگوں نے اس کی بیعت کی"! (پیغام ۳ مارچ)

لیکن کیا مولوی محمد علی صاحب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خلافت کے متعلق بھی یہی کہہ سکتے ہیں۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو پھر انہیں خلافت احمدیہ کو خلافت یزید کے رنگ میں رنگین کرتے ہوئے کچھ تو خوف خدا سے کام لینا چاہیئے تھا۔ اس طریق عمل کی موجودگی میں نہ معلوم وہ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کیونکر حق بجانب ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ تو جو کچھ لکھتے ہیں۔ مجبور ہو کر لکھتے ہیں۔ ورنہ وہ اس کشمکش میں الجھنا نہیں چاہتے:۔

اخبار احمدیہ

مدرسہ احمدیہ میں داخلہ مدرسہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار ہے۔ جس میں ایسے علماء تیار ہوتے ہیں۔ جو اکناف عالم میں اسلام اور احمدیت کی حقانیت کو ثابت کر کے لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کرتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ کہ ”یہ مدرسہ تمہاری علمی جدوجہد کا نقطہ مرکزی ہے۔ اور صرف اسی کی کامیابی پر اس امر کا فیصلہ ٹھہرا ہے۔ کہ آئندہ سلسلے کی تبلیغ جاری رکھی جاسکے گی یا نہیں“

جماعت اول کا داخلہ شروع ہے۔ جو آخر اپریل ۱۹۴۲ء تک رہے گا۔ احباب کو چاہیئے کہ حضور کے منشاء کو پورا کرتے ہوئے جلد از جلد اپنے بچے اس مدرسہ میں داخل کرائیں۔ تاکہ پڑھائی کا حرج نہ ہو۔ مدرسہ احمدیہ کی جماعت اول میں پرائمری پاس طلباء کو داخل کیا جاتا ہے۔ سید محمد اسحٰق ہیڈ ماسٹر

اعلان بیعت خلافت یہ خبر خوشی سے سنی جائے گی۔ کہ خان عبد الرؤف خان صاحب نیازی نائب تحصیلدار کیمبل پور اور خان عبد الحمید خان صاحب نیازی پروبیشنر تحصیلدار کھاریاں جو خان غلام محمد خان صاحب مرحوم ای۔ اے سی کے صاحبزادے اور جناب خان بہادر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاور کے نواسے ہیں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی ہے۔ اور یہ اعلان ان کی خواہش کے مطابق کیا جاتا ہے اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔ اور استقامت عطا فرمائے آمین

عہدہ داران جماعت توجہ فرمائیں چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی کے متعلق بار بار توجہ دلائی جاچکی ہے۔ مگر ابھی تک بعض جماعتوں نے ادائیگی بقایا چندہ جلسہ سالانہ کی طرف توجہ نہیں کی۔ اور اب مالی سال کے اختتام میں تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ لہٰذا اس قلیل مدت میں جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ پھر ایک مرتبہ پوری کوشش کر کے اپنا اپنا بجٹ چندہ جلسہ سالانہ پورا کر دیں۔

امسال کا مقررہ مجموعی بجٹ چندہ جلسہ سالانہ ۲۵۰۰۰ تھا جس میں سے اسوقت تک صرف ۲۲۱۵۱ روپیہ وصول ہوا۔ امید ہے کہ جماعتیں خاص توجہ فرمائیں گی ناظر بیت المال

درخواست ہائے دعا میرے والد صاحب کے عہدہ کی ترقی کا سوال درپیش ہے۔ تمام احمدی بھائیوں اور بزرگان سلسلہ کی خدمت میں ان کی کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے (۲) میرا بھائی محمد مجید خان ٹائیفائڈ سے بیمار ہے۔ اس کی صحت و عافیت کے لئے درخواست دعا ہے۔ امۃ الحمید بیگم بنت ملک محمد خورشید خان صاحب (۳) میرے والد محترم حاجی خواجہ عبد الغنی صاحب احمدی بانڈی پورہ عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں صحت کے لئے دعا کی جائے۔ بنت خواجہ عبد الغنی صاحب

ایک احمدی ہیڈ ماسٹر کا قابل تعریف کام کلانور ضلع گورداسپور ماڈل اینگلو ورنیکلر سکول کا امسال ورنیکلر فائنل کا نتیجہ نوے فی صدی رہا۔ تمام طلباء فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے۔ باوجود اس کے کہ شیخ انعام اللہ صاحب ایم۔ اے۔ بی ٹی ہیڈ ماسٹر بوجہ بیماری چار ماہ تک رخصت پر رہے۔ سکول نے اپنی پرانی روایات کو قائم رکھا۔ یہ آپ کی اعلےٰ قابلیت اور حسن کارگزاری کا نتیجہ ہے۔ میں جماعت کی طرف سے ہیڈ ماسٹر صاحب کو مبارکباد کہتا ہوں خاکسار گلاب الدین از کلانور

ولادت اللہ تعالےٰ نے ۱۴ فروری کو بنت عطا کی ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس کا نام امۃ الباسط رکھا عبد الودود فاروقی متعلم مولوی فاضل قادیان (۲) ۱۱ اپریل امرتسر زنانہ ہسپتال میں مولوی عبد الرحیم صاحب نیر کی بیوی کو لڑکی پیدا ہوئی مبارک ہو۔

ترجمۃ القرآن انگریزی کی اشاعت

ترجمۃ القرآن انگریزی خدا کے فضل سے بالکل مکمل ہو چکا ہے: کاغذ وغیرہ کی گرانی کے پیش نظر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا منشاء تھا۔ کہ فی الحال اس کی چھپوائی کو ملتوی کر دیا جائے۔ لیکن مجلس مشاورت کے موقعہ پر احباب جماعت کے جوش کو دیکھ کر حضور نے اس تجویز کو منظور فرما لیا۔ کہ فوراً چھپوا دیا جائے۔ اور فرمایا کہ

”ناظر بیت المال جماعت میں عام تحریک کر کے اس غرض کے لئے پندرہ ہزار روپیہ قرض حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جو قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کے چھپنے اور اس کے فروخت ہونے پر دوستوں کو واپس دے دیا جائے گا۔ اس کے متعلق انہیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ایک مہینہ کے اندر اندر جماعت کو تحریک کر کے ۱۵ ہزار روپیہ بطور قرض جمع ہو جائے۔ جب جماعت کے دوستوں کے اندر اس کے متعلق غیر معمولی جوش پایا جاتا ہے۔ تو یہ بات بعید از قیاس نظر نہیں آتی۔ کہ یہ روپیہ بہت جلد اکٹھا ہو جائے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر زور دے کر اور پوری توجہ سے کام لے کر چار پانچ مہینے کے اندر اندر پہلی جلد شائع کر دی جائے۔ تو پانچ سات ماہ میں ہی جماعت کے دوستوں کو ان کا روپیہ واپس مل سکتا ہے۔ اس کے بعد ممکن ہے خدا تعالےٰ انہی دوستوں کو دوبارہ اس تحریک میں حصہ لینے کی توفیق دے دے۔ یا اور دوستوں کو توفیق مل جائے۔ بہرحال سردست پندرہ ہزار روپیہ قرض کے متعلق جماعت میں عام تحریک کر دینی چاہیئے۔ جماعت کے جو دوست اس سے پہلے ایک ایک لاکھ روپیہ قرض دے چکے ہیں۔ ان سے قرآن کریم کی اشاعت کے لئے پندرہ ہزار روپیہ ملنا کوئی بڑی بات نہیں۔

چودھری فتح محمد صاحب کی یہ تجویز بھی اچھی ہے۔ کہ دوستوں میں اس کی خریداری کے لئے ایک معین رقم کا اعلان کر دیا جائے۔ مثلاً پہلے حصہ کے ۱۰ روپیہ قیمت مقرر کر دی جائے۔ اس طرح جو دوست قرض میں حصہ نہ لے سکتے ہوں۔ وہ قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی پہلی جلد کی خریداری کے لئے پیشگی رقم بھیجدیں۔ اس طرح بھی کافی رقم جمع ہو سکتی ہے۔“

مجھے حضور کے اس ارشاد پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس ترجمہ انگریزی اور نوٹوں کے حجم کا اندازہ دو ہزار صفحہ ہے۔ اس لئے اسے دو حصوں میں چھپوایا جائے گا۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۰ روپے فی نسخہ تجویز کی گئی ہے۔ پس احباب کو چاہیئے۔ کہ اس اعلان کو ملاحظہ فرماتے ہی جہاں تک ہو سکے جلد اس کار خیر میں حصہ لیں۔ جو دوست قرضہ نہ دے سکیں وہ حصہ اول کی قیمت مبلغ ۱۰ روپے فی جلد کے حساب سے پیشگی بھیجدیں۔ رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھیجی جائیں۔ اور کوپن منی آرڈر پر لکھ دیا جائے۔ کہ یہ رقوم ترجمۃ القرآن انگریزی کے لئے ہیں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

شکریہ احباب

حیدر آباد دکن کے بعد خاکسار بہار۔ بنگال۔ اڑیسہ۔ یوپی کی اکثر جماعتوں اور دہلی کے احباب کی خدمت میں چندہ مسجد احمدیہ سرینگر کی فراہمی کے سلسلہ میں حاضر ہوا۔ قریباً سب جگہ احباب نے نہایت اخلاص سے تعاون کیا۔ جن احباب نے میری معاونت فرمائی ہے۔ انکا میں خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان کے نام میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے حضور دعا کے لئے پیش کر رہا ہوں۔ اس سلسلہ میں یہ ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ احباب جماعت کی تعداد اور ان کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے میرے خیال میں اس وقت تک جماعت ٹاٹا نگر جمشید پور سونتی بنی اس چندہ کے وعدوں میں اول نمبر پر ہے۔ جو محترم چودھری عبد اللہ خان صاحب امیر جماعت ٹاٹا نگر کی خاص مساعی کا نتیجہ ہے۔

جماعت دہلی میں کام کرنے کے لئے صاحبزادہ میاں عباس احمد صاحب قائد خدام الاحمدیہ دہلی نے ملک غضنفر علی صاحب کی ڈیوٹی میرے ساتھ لگائی۔ چونکہ ملک صاحب کو صرف اتوار کے دن فراغت تھی۔ اور میں بھی زیادہ دن ایک مقام پر نہیں ٹھہر سکتا تھا اس لئے ہم اس دن کام ختم کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ملک صاحب تمام دن سائیکل پر میرے ساتھ دہلی و نئی دہلی میں چکر لگاتے رہے۔ جن اصحاب نے وعدے کئے ہیں انکی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ ازراہ نوازش جلد از جلد پورے فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور جن جماعتوں میں میں نہیں پہنچ سکا۔ وہاں کے احباب ازراہ

حضرت موسےٰ و خضر علیہما السلام کی مُلاقات کا واقعہ کشفی ہے

اس عنوان کے ماتحت میرا ایک مضمون اخبار الفضل میں شائع ہوا تھا جس میں میں نے ان دلائل کا ذکر کیا تھا۔ جو اس واقعہ کو ظاہری ماننے کی تائید میں دی جاسکتی ہیں۔ اور اس وقت میں یہی سمجھتا تھا۔ کہ اس واقعہ کو کشفی ماننے کی بجائے ظاہری لینا درست ہے۔ لیکن اس واقعہ کو کشفی ماننے کی صُورت میں جو تفسیر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تحریر فرمائی ہے۔ اس سے کلام اللہ کی خاص عظمت و شان ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس واقعہ کا تعلق نہ صرف حضرت مُوسےٰؑ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کے زمانہ تک ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ اصحاب کہف۔ ذوالقرنین۔ یاجوج ماجوج کے قصّوں کی طرح موجودہ زمانہ اور اسلام کی آئندہ ترقیات سے بھی تعلق رکھتا ہے ؎

حضرت خضر کے تین کام

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے خضر کے تین کاموں کی جو تعبیری تفسیر بیان فرمائی ہے۔ وہ بجائے خود قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کا ایک ثبوت ہے۔ کیونکہ ان واقعات میں آئندہ زمانہ کے ان حالات کا جو امتِ محمدیہ۔ اور امتِ موسویہ پر آنے والے تھے۔ بطور پیشگوئی ذکر کیا گیا ہے۔ میں نے اس واقعہ کی تفسیر کو بار بار پڑھا ہے۔ اور اسے پڑھ کر جب قرآن مجید کی آیات کو پڑھتا ہوں۔ اور لفظ فانطلقا کی تکرار دیکھتا ہوں۔ تو اس لفظ کی موزونیت اور تکرار کا طبیعت پر ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ گویا ہر فانطلقا کے بعد دو امتوں کا مختلف ادوار کے لحاظ سے مقابلہ کیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل حضور نے تفسیر کبیر میں بیان فرمائی ہے۔ پہلے فانطلقا کے بعد کشتی توڑنے کا واقعہ ہے جس میں یہ بتایا گیا۔ کہ حضرت مُوسےٰؑ کی قوم ظاہری مال و دولت کے جمع کرنے کے خیال میں مستغرق ہو کر روحانیت سے بے بہرہ ہو جائے گی۔ جیسا کہ یہود کا حال ہوا۔ انہوں نے اکتساب دُنیا کے لئے سُود لیا۔ اور محرمات کی بیع وغیرہ کے مرتکب ہُوئے۔ انہوں نے سمجھا۔ کہ ان کی نجات اسی میں ہے۔ لیکن یہی دولت و ثروت ان کے لئے نہ صرف روحانی لحاظ سے محرومیت کا باعث ہوئی۔ بلکہ ظاہری لحاظ سے بھی ان کی ذلت و شکست اور جلا وطنی کا باعث بنی چیمبرز انسائیکلوپیڈیا میں لفظ Jew کے ماتحت ان کے مختلف ممالک فرانس سپین وغیرہ سے نکالے جانے کا باعث اسی چیز کو قرار دیا ہے ؎

پھر دوسری دفعہ فانطلقا فرمایا۔ اس میں ایک نئے رنگ میں مقابلہ کیا۔ اب عیسائیت بھی شامل ہو گئی۔ انہوں نے بھی دُنیا کی طرف اپنی توجہ لگا دی۔ دُنیاوی حکومتیں بھی حاصل کر لیں۔ اور اس کے ساتھ عیش و عشرت کے سامان سیر و تماشے۔ سینما و تھیٹر۔ اور لہو و لعب اور دین سے غافل کرنے کی ہر چیز ایجاد کر لی۔ اور اسلام جس نے لہو و لعب اور شراب وغیرہ سے منع کیا تھا۔ اس پر یہ اعتراض کرنے لگے۔ کہ "اسلام جوانی کو مارتا ہے۔ اور انسان کو زندگی کا لطف نہیں لینے دیتا۔ اور یہ ظلم ہے۔ اللہ تعالےٰ نے یہ طاقتیں زندگی کا مزہ لینے کے لئے دی ہیں" اور ہر وہ شخص جو کچھ مدت تک یورپ میں رہے۔ اُسے اس کی صداقت بآسانی معلوم ہو سکتی ہے۔ اسلام کی تعلیم پر وُہ انہی الفاظ میں اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ اس طرح زندگی کا تو کوئی لطف ہی نہیں ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہُوا۔ کہ ایک انگریز احمدی کی رشتہ دار لڑکی نے جسے تبلیغ کی گئی تھی۔ اپنی پھوپھی سے یہی کہا۔ کہ یہ تو کسی عورت سے ہاتھ بھی نہیں ملاتے اور Dance (ناچ) وغیرہ کی اجازت دیتے ہیں۔ اس طرح اسلام میں enjoyment کا تو کوئی سامان ہی نہیں ہے لیکن اس آزادی اور سیر و تماشے وغیرہ کا نتیجہ دین سے دُوری اور روحانی امُور سے غفلت اور خدا تعالےٰ سے قطع تعلق نکلا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اسلامی تعلیم اس معاملہ میں بہ نسبت زکوٰۃ۔ صدقات وغیرہ کی تعلیم کے ان کی طبائع پر زیادہ دُشوار تھی۔ کیونکہ شہوانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے انسان اپنا مال بھی بے دریغ خرچ کر دیتا ہے اس کے بعد پھر فانطلقا فرمایا۔ اور آگے چلے۔ تو ایک تیسرا دور آیا۔ اور یہ وہ مقام تھا جس کے نتیجہ میں حضرت موسےٰؑ جدا ہو گئے۔ یعنی جس میں یہودی اور عیسائی دینی اصلاحات سے بالکل عاجز آ گئے۔ اور الحاد اور بے دینی نے ان پر اس قدر غلبہ پا لیا۔ کہ دین کے لئے دُنیا کو قربان کرنا انہیں مشکل نظر آیا بلکہ دین کو بھی دُنیاوی اغراض کے حصُول کا آلۂ کار بنا لیا۔ اور پادریوں وغیرہ نے بھی پبلک کی خواہشات کے تابع ہو کر گرجوں وغیرہ میں بھی گانے بجانے کے سامان رکھ لئے لیکن اگر کسی نے دینی دیوار اور روحانی خزائن کو محفوظ کیا۔ تو وُہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ تو بہتر فرقوں میں تقسیم ہو کر سب گمراہ ہو گئے لیکن میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح ضلالت پر جمع نہیں ہو گی بلکہ اس میں سے ایک گروہ حق پر رہے گا۔ جو دین کو زندہ اور قائم رکھے گا۔ گویا دیوار کے سیدھا کرنے کے واقعہ میں یہ بتایا۔ کہ یہود و نصاریٰ سے دینی اصلاح کی قوت بالکل سلب ہو جائیگی صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی متبعین ہی دین الٰہی کی اشاعت کریں گے۔ نہ موسےٰؑ اور نہ عیسےٰؑ دنیا کی اصلاح کے لئے پھر آئیں گے بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی اپنے بروز مسیح موعودؑ کی صُورت میں ظہور پذیر ہو کر دین کی اشاعت فرمائیں گے ؎

مما علّمت رشدا

حضرت موسےٰؑ کی یہ درخواست کہ کیا میں آپ کے ساتھ اس شرط پر چلوں۔ کہ آپ مجھے اس رشد سے کچھ بتائیں۔ جو آپ کو خدا کی طرف سے عطا ہُوئی ہے۔ اس امر کی دلیل ہے۔ کہ وُہ کوئی ایسی بات معلوم کرنا چاہتے تھے۔ جو انہیں نہیں دی گئی تھی۔ اور خضر نے جو کام کئے۔ وُہ وحی الٰہی سے کئے۔ اور وحی حضرت موسیٰ کو بھی ہوتی تھی۔ اور ان کے متعلق تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وکلم اللّٰہ موسیٰ تکلیما۔ پھر موسیٰؑ کو اس عبد کے دیکھنے کا شوق کیوں پیدا ہُوا۔ اس کی وجہ وُہی ہے جو حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے رب ارنی انظر الیک کی تفسیر میں بیان فرمائی ہے۔ کہ انہیں جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور قرآن جیسی کامل کتاب کا علم دیا گیا۔ تو انہیں اس کامل ہدایت نامے کا نمونہ دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ حضرت موسےٰؑ نے اس سے جس علم کے سیکھنے کا مطالبہ کیا ہے اس کے متعلق انہوں نے مما علمت رشدا کہا ہے یعنی جو آپ کو رشد سکھائی گئی ہے۔ اس میں سے مجھے کچھ بتائیں۔ اور رشد کے لفظ کے ماتحت مفردات میں لکھا ہے۔ الرشد خلاف الغی یستعمل استعمال الھدایۃ اور منجد میں ہے۔ الرشد یقال فی الامور الدنیویۃ والاخرویۃ یعنی رشد کے لفظ کا استعمال ہدایت کی طرح ہوتا ہے۔ اور لفظ غی (گمراہی) کے مقابلہ میں آتا ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید کی آیت قد تبین الرشد من الغی سے ظاہر ہے۔ اور دنیوی اور اُخروی امُور دونوں کے متعلق استعمال ہوتا ہے۔ پس رُشد سے مراد وُہ ذرائع اور ہدایات ہیں۔ جن کے ذریعہ انسان دُنیوی اور دینی سعادت حاصل کرتا ہے۔ پس حضرت مُوسیٰؑ کی درخواست ان ہدایات کے متعلق علم حاصل کرنے کی تھی۔ جو اس عبد کو اللہ تعالےٰ نے اپنی خاص رحمت سے عطا کی تھیں۔ چنانچہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی تفسیر کے مطابق اس عبد نے حضرت مُوسےٰؑ کو اقتصادی۔ تمدنی اخلاقی و روحانی امور کے متعلق اسلامی تعلیم کا نمونہ بتایا۔

مجمع بینھما

اس میں شک نہیں۔ کہ اس واقعہ کو ظاہری ماننے کی صُورت میں بہت سے اشکالات وارد ہوتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر کبیر صفحہ ۹۶۷ کالم ۲ میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ظاہری مجمع البحرین ماننے کی صورت میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ قریب ترین مجمع البحرین جہاں حضرت موسےٰؑ جاسکتے تھے۔ اس کے متعلق بائیبل شاہد ہے۔ کہ وُہ اپنی زندگی میں وہاں نہیں جا سکے۔ بعض نے بحرین سے مُراد نیل ابیض اور نیل ازرق کے جمع ہونے کی جگہ لی ہے۔ لیکن اس صورت میں مجمع بینھما پر اشکال وارد ہوتا ہے۔ اور اس کے ظاہری معنے یہ بنتے ہیں۔ دو دریاؤں کے درمیان ملنے کی جگہ۔ اس صُورت میں درمیانی نقطہ مجمع بینھما ہوگا۔ اور اگر یہ صُورت لی جائے۔ تو وُہ آگے سفر جاری نہیں کر سکتے تھے لیکن کشف ماننے کی صورت میں یہ اشکال وارد نہیں ہوتا ؎

فلما جاوزہ

ظاہری سفر ماننے سے ایک یہ اشکال بھی پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب حضرت مُوسےٰؑ کا منتہائے سفر مجمع البحرین تھا جس کے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ میں اس وقت تک چلتا رہوں گا جب تک کہ مجمع البحرین پر نہ پہنچ جاؤں۔ پس ایسا مقام تو ہر وقت انہیں یاد رہ[illegible] چاہیئے تھا

لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ وہ جب وہاں پہونچتے ہیں۔ تو آگے نکل جاتے ہیں۔ لیکن کشف ماننے کی صورت میں جبیں حضرت موسےٰ و عیسیٰ علیہما السلام انہی قوموں کے قائمقام ہیں۔ روحانی مجمع البحرین کو چھوڑ کر آگے جاسکتے تھے۔ پھر مچھلی کے سمندر میں چلے جانے کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں ایک ہی سمندر ہے دو نہیں۔ یہ صورت بھی کشف کی ہی مؤید ہے۔

غدا اور نصب

بخاری میں آتا ہے۔ کہ حضرت موسےٰ جب مجمع البحرین کے مقام سے آگے گذر گئے۔ تو انہیں تکان محسوس ہوئی۔ اگر اسے ظاہری واقعہ مانا جائے تو تکان کا اصل منزل مقصود سے آگے نکل جانے سے تعلق نہیں۔ بلکہ سفر کے لمبے یا چھوٹے ہونے سے ہے۔ پس تکان کا اصل باعث منزل مقصود سے آگے نکل جانا بھی کشف کا مؤید ہے۔ اور لفظ غدا کے معنی صبح کا کھانا ہیں۔ گویا ان کے پہلے حصہ سفر کو رات کا سفر قرار دیا گیا ہے۔ یعنی جب حضرت موسیٰ اور ان کے فتیٰ کی جماعتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد ایک لمبی رات ضلالت و گمراہی کی بسر کر چکیں گی۔ اور طرح طرح کے تمدنی۔ اخلاقی مصائب و مشکلات میں مبتلا ہو کر تھک جائیں گی۔ تو پھر روحانی غذا کی طرف متوجہ ہوں گی۔ اور مجمع البحرین کے مقام کی طرف لوٹیں گی۔ یعنی اسلام کو قبول کریں گی۔ اور اتنا غدانا کا مطالبہ فتیٰ سے کرنے میں جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے۔ اس طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ پہلے اپنے مذہب کے ختم ہونے کو تسلیم نہیں کریں گی۔ اور فتیٰ کے قول انی نسیت الحوت میں اس طرف اشارہ ہے۔ کہ عیسائی قوم کو فسق و فجور میں مبتلا ہونے کے ایک لمبے عرصہ کے بعد اپنے سفر میں تھک جانے اور اپنی کوششوں میں ناکام رہنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوگا۔ کہ ہم نے اس زمانہ کو کیوں کھو دیا۔

پھر بخاری کی روائت میں ہے۔ کہ اس صخرہ کے نیچے ایک چشمہ ہے۔ جسے چشمۂ حیات (آبحیات) کہتے ہیں۔ جس چیز کو اس کا پانی چھو جائے۔ وہ زندہ ہو جاتی ہے۔ اس مچھلی کو بھی اس چشمہ کا پانی پہونچ گیا۔ اور وہ بھی متحرک ہو گئی۔ اور ٹوکری سے نکل کر سمندر میں چلی گئی۔ روائت کا یہ حصہ ظاہری لحاظ سے تو قطعاً غلط ہے کیونکہ ایسا کوئی چشمہ موجود نہیں ہے۔ ہاں اگر کشفی طور پر یہ بات قرار دی جائے تو صحیح ہو سکتی ہے۔

خضر اسرائیلی تھے یا غیر اسرائیلی

ظاہری سفر ماننے سے ایک یہ اشکال بھی پیدا ہوتا ہے۔ کہ خضر اسرائیلی تھے یا غیر اسرائیلی نبی تھے یا ولی۔ اگر مانا جائے کہ وہ اسرائیلی تھے۔ تو وہ حضرت موسےٰ کے تابع ہوتے۔ لیکن یہاں تو خود حضرت موسےٰ ان کی اتباع کے لئے بیتاب نظر آتے ہیں۔ اور وہ آگے سے جواب دیتے ہیں۔ کہ اے موسےٰ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے۔ اور آخر میں ھذا فراق بینی و بینک کہہ کر ان سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر وہ اسرائیلی ولی ہوتے۔ تو ان پر حضرت موسےٰ کی اطاعت فرض تھی۔ اور اگر غیر اسرائیلی ولی تھے۔ تو پھر بھی ایک نبی علوم روحانیہ میں ایک غیر نبی کا شاگرد و مطیع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ کہ ہم رسولوں کو مطاع بنانے کی غرض سے بھیجتے ہیں۔ پس ایک اولوالعزم نبی کا جس کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وکلم اللّٰہ موسیٰ تکلیما۔ ایک غیر نبی سے علم لدنی حاصل کرنے کے لئے جانا اور پھر مقابلۃً شکست کھانا منصب نبوت کے شایانِ شان معلوم نہیں دیتا۔ لیکن کشفی ماننے میں یہ اشکال بھی پیدا نہیں ہوتا

خرق سفینہ

اگر ظاہری سفر مانا جائے تو خرق سفینہ کے واقعہ کے متعلق تاریخی لحاظ سے اس امر کے ثبوت کی بھی ضرورت ہے۔ کہ وہ بادشاہ کون تھا۔ اور کس علاقہ یا ملک کا تھا۔ جس نے کشتیوں کو اپنے قبضہ میں لے لینے کا قانون جاری کیا ہوا تھا۔ عبد کے قول سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بادشاہ ہر کشتی کو چھین لیتا تھا۔ اور مساکین کا پیشہ ہی کشتی بانی تھا اس لئے کم از کم انہیں اس کا علم ہونا چاہیئے تھا۔ اور اس صورت میں وہ خود کشتی کو عیب دار کر سکتے تھے۔ یا اس طرف سفر ہی نہ کرتے۔ اور اگر یہ ظاہری واقعہ ہوتا۔ تو خرق سفینہ پر سب سے پہلے مساکین شور مچاتے۔ اور خضر سے کہتے کہ تم نے ہماری کشتی کو خراب کر دیا ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے۔ کہ مساکین جو کشتی کے مالک تھے ان میں سے تو کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ اور حضرت موسےٰ جو یہ عہد کر کے چلے تھے۔ کہ وہ سوال نہیں کریں گے وہ خرق سفینہ کے متعلق خضر سے بحث شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ سفر ظاہری نہیں بلکہ کشفی رنگ میں تھا۔ جس میں کشتی اور اس کا توڑنا وغیرہ سب روحانی امور تھے۔ جو کشفی رنگ میں دکھلائے گئے۔

قتل غلام

غلام کو قتل کرنے کا واقعہ جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے۔ اس ملاقات کے کشفی ہونے کی ایک زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ کسی شریعت میں بلاوجہ قتل نفس کو جائز قرار نہیں دیا گیا۔ پھر وہ خدا کا بندہ جسے خدا تعالےٰ نے اپنی جناب سے علم عطا فرمایا تھا۔ کیونکر ایک بے قصور کو قبل از ارتکاب جرم عمداً قتل کر سکتا تھا۔ میں نے اپنے مضمون میں اس کا یہ جواب دیا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کے امر سے ایسا کرنا جائز ہو سکتا ہے۔ اور مثال میں حضرت موسےٰ کی والدہ کا بالہام الٰہی موسےٰ کو سمندر میں ڈالنا اور حضرت ابراہیمؑ کا ایک خواب کی بناء پر اپنے بچے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جانا پیش کیا تھا۔ لیکن اب میں نے سوچا تو معلوم ہوا کہ یہ جواب درست نہیں ہے۔ کیونکہ والدہ موسےٰ کا اپنے بچہ کو دریا میں ڈالنا غرق کرنے کی غرض سے نہیں تھا۔ بلکہ اس کو موت سے بچانے کی غرض سے تھا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے پہلے سے یہ وعدہ دے دیا تھا۔ لا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔ یعنی تو اسے دریا میں ڈال دے۔ اور بالکل خوف و حزن نہ کر۔ ہم اسے تیرے پاس واپس لائیں گے۔ اور اس کو رسول بنائیں گے پس دریا میں ڈالنے کی غرض بچہ کو زندہ رکھنا تھی۔ نہ کہ اسے غرق کرنا۔

پس یہ مثال قتل غلام کے واقعہ پر چسپاں نہیں ہوتی۔ حضرت ابراہیم کا اپنی رویا کی بناء پر اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جانا بھی پیش کرنا درست نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انہیں ذبح کرنے سے روک کر بتا دیا۔ کہ اگر کوئی خواب میں اپنے بچے کو ذبح کرتے دیکھے۔ تو اس سے تعبیری معنی مراد ہوتے ہیں۔ ظاہری طور پر ذبح کرنا نہیں ہوتے۔ اور اس طرح دنیا پر واضح کر دیا۔ کہ اللہ تعالےٰ بے گناہ کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا کرتا۔

تیسرے میں نے حضرت ابن عباسؓ کا ایک فتوےٰ پیش کیا تھا۔ کہ ان سے جب ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بچوں کے قتل سے منع کیا ہے۔ پھر عالم موسےٰ نے کیونکر ایک بچہ کو قتل کر دیا۔ تو آپ نے جواب دیا۔ کہ اگر تجھے بھی کسی لڑکے کے متعلق ویسا یقینی علم حاصل ہو جائے جو عالم موسےٰ کو تھا تو تو بھی قتل کر سکتا ہے۔ لیکن یہ فتوےٰ بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ کوئی خدائی الہام قرآن مجید کے خلاف نہیں ہو سکتا اور قرآن مجید میں ہر معصوم و بے گناہ نفس کو قتل کرنا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اب اگر کسی شخص کو کسی معصوم کے قتل کرنے کے متعلق الہام ہوتا ہے۔ تو یا تو اس کی کوئی اور تعبیر کرنی ہوگی۔ یا اسے شیطانی الہام قرار دیا جائے گا۔ پس قتل غلام کا واقعہ اس ملاقات کے کشفی ہونے کی ایک زبردست دلیل ہے۔

یہودی روایات

اس واقعہ کے متعلق یا اسکی تائید میں مجھے جس قدر روایات ملی ہیں۔ وہ بھی اس کے کشف ہونے کی مؤید ہیں۔ تفسیر کبیر کے پڑھنے کے بعد میں نے اس کے متعلق اور کتابیں مطالعہ کی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسےٰ کو ایک نہیں بلکہ تین دفعہ معراج ہوا۔ جنمیں انہیں اپنی امت کے حالات کا علم دیا گیا۔ بلکہ ایک یہودی روائت یہ بھی ہے۔ کہ انہیں آئندہ زمانہ کے تمام نبیوں اور اولیاء اور انکی امتوں کا حال بھی کشفی رنگ میں دکھایا گیا۔ لیکن چونکہ یہ ایک خود مستقل مضمون ہے۔ اس لئے میں اسے اپنی تحقیق مکمل کرنے کے بعد انشاء اللہ تعالےٰ لکھونگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خضر کے واقعہ سے جو استدلال کیا ہے۔ آیا اس واقعہ کو کشفی لینا حضور کی تحریرات کے خلاف تو نہیں ہوگا۔

اس سوال کا جواب دینے سے پیشتر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس میں حضور نے ان قصص ماضیہ کی تفسیر کے متعلق جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔ یہ ایک ہدائت فرمائی ہے۔ حضور آیات متشابہات پر ایمان رکھنے کی ہدائت قرآنی کے فائدہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اب دیکھو کہ یہ خدا تعالٰے کی طرف سے ایک ایسی کامل تعلیم ہے۔ کہ اسی کی برکت سے ہم ہزارہا ایسے جھگڑوں سے نجات پا سکتے ہیں۔ جو قصص ماضیہ یا پیشگوئیوں کی نسبت اس زمانہ میں پیدا ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک اعتراض خلاف عقل معنی کو حقیقت پر حمل کرنے سے پیدا ہوتا ہے" پھر فرماتے ہیں:۔ "لیکن اگر ہم علم میں ایسے راسخ ہو جائیں۔ جو الہامی طور پر ہمیں وہ معقول راہ دکھلائی جائے جس سے لوگ مطمئن ہو سکتے ہیں۔ تو پھر کچھ ضرورت نہیں۔ کہ ہم اس آیت یا حدیث کو متشابہات میں داخل رکھیں۔ بلکہ ان معقول معنوں کو جو الہام کے ذریعہ سے ظاہر ہوئے ہیں بشکریہ کے ساتھ ہم قبول کریں گے" آگے فرماتے ہیں:۔ "ماسوا اس کے یہ بھی ان حضرات کی سراسر غلطی ہے۔ کہ قرآن کریم کے معانی کو زمانہ گذشتہ میں محدود و مقید سمجھتے ہیں۔ اگر اس خیال کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر قرآن شریف معجزہ نہیں رہ سکتا...... کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا...... وہ غیر محدود معارف وحقائق وعلوم حکمیہ قرآنیہ ہیں۔ جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے رہتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں" (ازالہ اوہام)

حضور کے اس ارشاد سے واضح ہے کہ قرآن مجید غیر محدود معارف وحقائق و علوم حکمیہ کا خزانہ ہے۔ دوسرے ان قصص ماضیہ کو جن پر عقلی طور سے اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ اور ان کا کوئی معقول حل سمجھ نہیں آتا۔ انہیں متشابہات سمجھ کر ان پر ایمان رکھنا چاہیئے۔ ہاں اگر ان کی ایسی تفسیر ہو سکتی ہے جو معقول ہو۔ اور اس سے لوگ مطمئن ہو سکیں۔ تو وہ تفسیر اختیار کرنی چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق عمل

اس اصل کے ماتحت جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طریق عمل پر غور کرتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور نے قصص ماضیہ کی مختلف رنگ میں تفسیر بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ شق القمر کے واقعہ کے متعلق حضور نے فرمایا ہے۔ ممکن ہے یہ ظاہری طور پر ہوا ہو اور ممکن ہے کشفی رنگ میں ہو۔ اور دونوں طور سے معترضین کے اصل اعتراض کو رد کیا ہے۔ اس مثال سے قیاس کیا جا سکتا ہے۔ کہ اگر ایسا ہی کوئی اور واقعہ قرآن مجید میں مذکور ہو۔ جسے ظاہری لینے کی صورت میں اعتراضات وارد ہوتے ہوں۔ اور اسے کشفی ماننے کی صورت میں اس کے ایسے معنے کئے جا سکتے ہوں۔ جن سے لوگ مطمئن ہو سکیں۔ تو اسے کشفی لینا بجا اور درست ہوگا۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے سے یہ امر بھی بآسانی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضور اپنے مخاطبین کے شبہات کا جواب دیتے وقت جہانتک ممکن ہو سکے ان کے مسلمات سے استدلال کرتے ہیں۔ چنانچہ عدم رجوع موتی کے متعلق بحث کرتے ہوئے۔ آیت فاضربوہ ببعضہا کے معنے عام مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق مقتول پر گائے کے گوشت کا ٹکڑا مارنے کے کر اس کی ایسی تشریح کی ہے۔ جس سے رجوع موتی ثابت نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اوکالذی مر علےٰ قریۃ میں عام مفسرین کے قول کے مطابق عزیر مراد لے کر اس کی ایسی تفسیر کی ہے۔ جس سے رجوع موتی کا عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ اور اگر ان آیات کی تفسیر تاریخ کی روشنی میں ایسے طور پر کی جائے جس سے رجوع موتی کا عقیدہ بھی ثابت نہ ہو۔ اور اس پر عقلی اور تاریخی طور پر اعتراضات بھی وارد نہ ہوں۔ تو وہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کے ہرگز مخالف نہیں کہلائے گی۔ بلکہ آپ کے منشاء کے عین مطابق ہوگی۔

خضر علیہ السلام کا واقعہ

یہی حال موسیٰ وخضر علیہما السلام کے واقعہ کا ہے۔ حضور نے جہاں کہیں اس کا ذکر فرمایا ہے مسلمانوں کے اعتراضات وشبہات کے رد کے لئے کیا ہے۔ جو وہ خیال کرتے تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نہیں ہو سکتی۔ یا غیر انبیاء کو وحی نہیں ہوتی۔ چونکہ عام طور پر مسلمان یہ مانتے تھے۔ کہ خضر اولیاء اللہ میں سے تھے۔ اور انہوں نے بذریعہ الہام الٰہی یہ کام کئے تھے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود ؑ نے ان پر یہ ثابت کرنے کیلئے کہ اولیاء کو بھی یقینی اور قطعی وحی ہوتی ہے۔ والدہ حضرت موسیٰ ؑ وغیرہ کے ذکر کے ساتھ خضر ؑ کا بھی ذکر کر دیا حضرت مسیح موعود ؑ نے جہانتک مجھے حضور کی تحریرات کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیلی تفسیر نہیں فرمائی۔ اور جہانتک مجھے علم ہے اس واقعہ کے متعلق حضور کے سامنے کوئی اعتراض پیش نہیں ہوا۔ جیسا کہ شق القمر کے واقعہ کے متعلق ہوا۔ اس لئے اس واقعہ کو کشفی لینا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کے مخالف نہیں کہلائیگا اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ جو استدلال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس واقعہ سے کیا ہے وہ کشفی لینے کی صورت میں بھی ایک رنگ میں درست ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آیات سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس بندہ نے جو تین کام کئے وہ وحی الٰہی سے کئے تھے۔ اور وحی کشف میں بھی ہو سکتی ہے۔ اگرچہ وہ کام جو کشف میں بوحی الٰہی کئے گئے۔ وہ بوجہ کشفی ہونے کے پھر تعبیر طلب ہوں گے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ میں نے خواب میں اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے۔ فاوحی الی فی المنام ان انفخھما۔ تو میری طرف خواب میں ہی خدا کی طرف سے یہ وحی کی گئی کہ ان کو پھونک مار۔ میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے۔ پھر حضور نے اپنے اس فعل کی جو وحی الٰہی سے خواب میں کیا تھا تعبیر بیان فرمائی۔ اسی طرح اگر اس واقعہ کو کشفی مانا جائے۔ تو بھی اس سے یہ استدلال درست ہوگا۔ کہ اولیاء اللہ کو یقینی اور قطعی وحی ہو سکتی ہے۔ اگر اس عبد کو ولی مانا جائے تو ظاہر ہے۔ لیکن اگر نبی کا تمثل قرار دیا جائے۔ تو پھر بھی کشف میں نبی کے تمثل سے مراد ولی لیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسراء کی رات میں جو تمام انبیاء کی امامت کی۔ تو اس کے تعبیری لحاظ سے ایک معنے یہ بھی تھے۔ کہ آپ کی امت میں ایسے اولیاء پیدا ہوں گے۔ جو بعض موسوی مقام کے مرتبہ پر ہوں گے۔ بعض عیسوی صفات کے حامل ہوں گے۔ اور بعض داؤدی رنگ میں رنگین ہوں گے۔ اسی طرح خضر وموسیٰ علیہما السلام کی ملاقات کے واقعہ کو کشفی ماننے کی صورت میں بھی تعبیری لحاظ سے یہ مراد لی جا سکتی ہے۔ کہ اولیاء اللہ کو یقینی اور قطعی وحی ہو سکتی ہے۔

پھر حضور نے اس سے ایک یہ استدلال فرمایا ہے۔ "کہ جن عظیم الشان لوگوں کو بڑے عظیم ذمہ داریوں کے کام سونپے جاتے ہیں بعض اوقات خدا تعالٰے سے علم پاکر خضر کی طرح ایسے کام انکو بھی کرنے پڑتے ہیں جن سے ایک کوتہ بین شخص کی نظر میں وہ بعض اخلاقی حالتوں میں یا معاشرت کے طریقوں میں قابل ملامت ٹھہرتے ہیں۔ انکے دشمنوں کی باتوں کی طرف دیکھ کر ہرگز بدظن نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اندھے دشمنوں نے کسی نبی اور رسول کو اپنی نکتہ چینی سے مستثنیٰ نہیں رکھا...... حضرت آدم صفی اللہ کی نسبت مذکور ہے۔ جو فرشتوں نے ان پر اعتراض کیا۔ اور جناب الٰہی میں عرض کیا۔ کہ کیوں تو ایسے مفسد اور خون ریز کو پیدا کرتا ہے۔ یہ قصہ اپنے اندر یہ پیشگوئی مخفی رکھتا ہے۔ کہ اہل کمال کی ہمیشہ نکتہ چینی ہوا کرے گی۔ خدا تعالٰے نے اسی غرض سے خضر کا قصہ بھی قرآن شریف میں لکھا ہے تا لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ ایک شخص ناحق خون کر کے اور یتیموں کے مال کو عمداً نقصان پہونچا کر پھر خدا تعالٰے کے نزدیک برگزیدہ ہے"۔

یہ غرض جو حضور نے بیان فرمائی ہے۔ اس قصہ کو کشفی ماننے کی صورت میں درست ہو سکتی ہے کیونکہ خضر نے جو کام کئے کشف میں ہوں یا ظاہراً وہ اللہ تعالٰے کے نزدیک ان کاموں کے کرنے میں حق پر تھے۔ مگر حضرت موسیٰ ؑ نے ان پر اعتراضات کئے۔ تو یہ کشف اپنے اندر ایک پیشگوئی رکھتا ہے۔ کہ اہل اللہ کے بعض کاموں کی تہ تک نہ پہونچنے کی وجہ سے کوتاہ بین اعتراض کیا کریں گے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے جنگ کی۔ اور بہت سے شیر خوار بچوں کو بھی قتل کروایا۔ جس پر ظاہر میں یہ اعتراض پڑتا ہے۔ کہ ان بچوں کا کیا قصور تھا۔ اسی طرح اوائل اسلام میں ان عورتوں کے متعلق جو جنگ میں پکڑی جاتی تھیں۔ اسلام کے بعض احکام پر دشمن اب تک اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن ایسے کام اللہ تعالٰے اپنے بندوں سے عمیق در عمیق حکمتوں کے ماتحت کراتا ہے۔ اگرچہ وہ کوتاہ بینوں کی نظروں میں قابل اعتراض ہوتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بعض مصالح کو مدنظر رکھ کر کرائے جاتے ہیں۔ اور قابل اعتراض نہیں ہوتے۔

غرض کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن اغراض کو ثابت کرنے کیلئے خضر ؑ کے کاموں کا اپنی تحریرات میں ذکر فرمایا ہے۔ وہ اس واقعہ کو کشفی ماننے کی صورت میں بھی ایک طرح ثابت ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس واقعہ

خلاصہ رپورٹ ہائے ماہواری دربارہ تعلیم و تربیت

بابت ماہ فروری ۱۹۴۲ء مطابق ماہ تبلیغ ۱۳۲۱ ھش

کوٹ آغا - اس جماعت میں مسجد موجود ہے اوسط حاضری ماہ گذشتہ کے مقابلہ پر بہتر ہے لیکن اس امر کے مدنظر کہ بالغوں کی تعداد کے مقابلہ میں حاضری ۱۰۰ فی صدی ہونی چاہیئے ابھی مزید اصلاح کی ضرورت ہے۔ درس قرآن کریم و کتب حضرت مسیح موعودؑ باقاعدہ ہوتا ہے! اوسط حاضری میں ماہ گذشتہ کے مقابلہ میں ترقی ہوئی ہے۔ امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ابھی تک کوئی آدمی اس جماعت کا شریک نہیں ہوا۔ اخلاقی حالت کی اصلاح کے لئے گاہے بگاہے نگران کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ **گوئینکی**: مسجد ہے۔ نماز باجماعت کا انتظام ہے لیکن اوسط حاضری میں ابھی اصلاح کی مزید گنجائش ہے۔ درس قرآن کریم و کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا باقاعدہ انتظام ہے۔ حدیث کے درس کا انتظام آئندہ کے لئے جماعت کر رہی ہے۔ امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں اس جماعت کی طرف سے شریک ہونے والوں کی جماعت کی تعداد برائے نام ہے۔ حالانکہ خواندہ احباب کی تعداد کافی ہے۔ دینی تعلیم اور عبادات کے متعلق تعلیم کا بھی انتظام ہے۔ حافظ کرم الٰہی صاحب جب سے اس جماعت میں آئے ہیں اچھا کام کر رہے ہیں۔ چونکہ یہ جماعت کی پہلی رپورٹ آئی ہے۔ اس لئے ماہ گذشتہ کیساتھ مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ **گوجرانوالہ شہر** - جماعت کی اپنی مسجد ہے۔ نماز باجماعت اور درس کا باقاعدہ انتظام ہے۔ ہر دو میں حاضری بمقابلہ سابق زیادہ ہے۔ امتحان کتب حضرت اقدس علیہ السلام میں شامل ہونے کے متعلق جماعت میں تحریک کی گئی ہے۔ لیکن ابھی تک فہرست موصول نہیں ہوئی۔ کہ کون کون شامل ہوئے ہیں۔ مرکزی اخبارات کی خریداری میں بھی دو کس کی زیادتی ہوئی اخلاقی اصلاح کیلئے عہدیداران پورے طور پر کوشاں ہیں۔ **انبالہ شہر**: - تعداد افراد جماعت میں ماہ گذشتہ کے مقابلہ پر دو کس کا اضافہ ہوا ہے۔ نماز باجماعت اور درس تفسیر کبیر کا انتظام جماعت میں موجود ہے۔ رپورٹ میں باوجود توجہ دلانے جانے کے اوسط حاضری درج نہیں کی گئی۔ اس لئے ماہ گذشتہ کی رپورٹ کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث شریف اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درس کا انتظام بھی جماعت میں ہوتا ہے۔ اس جماعت کی طرف سے امتحان کتب حضرت اقدسؑ میں شامل ہونے کے لئے تحریک کی گئی ہے۔ لیکن تا حال کوئی فہرست امتحان میں شامل ہونے والوں کی موصول نہیں ہوئی **لائلپور** - جماعت میں ایک اچھی مسجد موجود ہے۔ نماز باجماعت اور درس کا باقاعدہ انتظام ہے۔ لیکن اوسط حاضری میں مزید اصلاح کی گنجائش ہے۔ اگرچہ ماہ گذشتہ کے مقابلہ پر ترقی ہے۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے امتحان میں شامل ہونے کیلئے اس جماعت نے تحریک کی ہے۔ لیکن ابھی تک اسکے نتیجہ سے نظارت کو کوئی اطلاع نہیں ملی۔ **پشاور** - تعداد افراد میں ماہ گذشتہ کے مقابلہ میں تین کی زیادتی ہوئی ۱۳۶ بالغ مردوں کے مقابلہ پر اس جماعت میں دینی عالم دو کس۔ مولوی فاضل چار کس۔ دنیوی تعلیم میں ایم۔ ایس سی، ایک۔ بی۔ اے ۹ ایف۔ اے ۱۱۔ میٹرک ۴۴۔ مڈل پاس ۹۔ انڈر مڈل ۱۱۔ معمولی ۲۴ ہیں مسجد پختہ موجود ہے نماز دو جگہ ہوتی ہے۔ ایک جگہ باقاعدہ انتظام نماز باجماعت ہے۔ دوسری مسجد میں کیا جارہا ہے۔ اوسط حاضری میں پہلے سے ۱۵ فیصدی اضافہ ہوا۔ لیکن اس اصول کے مدنظر کہ دینی معاملات کی ادائیگی میں ۱۰۰ فیصدی حاضری کا ہونا قابل بخشش کہلا سکتا ہے۔ ابھی وجہ ابھی مزید ترقی کی گنجائش ہے۔ درس قرآن کریم حدیث اور درس کتب حضرت اقدسؑ باقاعدگی سے ہوتا ہے۔ امتحان کتب حضرت اقدس میں شامل ہونے والوں کی تعداد صرف ۷ کس ہے۔ حالانکہ جیسا کہ اوپر درج کیا گیا ہے قریباً ۱۲۰ دوست ایسے ہیں۔ جو کہ امتحان میں شامل ہوسکتے ہیں۔ اخلاقی امور میں ابھی اصلاح کی ضرورت ہے سیکرٹری جماعت پوری تندہی سے اپنے کام کو سرانجام دینے کی طرف متوجہ ہیں۔ ماہ گذشتہ کے مقابلہ پر اس جماعت نے ہر معاملہ میں خاصی ترقی کی ہے امید ہے۔ کہ آئندہ بھی اس ترقی کو جاری رکھا جائیگا اور صوبہ کے صدر مقام ہونے کی حیثیت کے مدنظر جماعت اپنے اچھے نمونہ سے اپنے علاقہ میں مفید اثر پیدا کرے گی۔ **نوشہرہ پشاور** - افسوس ہے کہ اس جماعت کی طرف سے اس ماہ میں رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔ مرزا غلام حیدر صاحب امیر جماعت کی توجہ خاص طور پر اس کی طرف دلائی جاتی ہے۔ **کوہاٹ صوبہ سرحد** - افسوس ہے۔ کہ باوجود تحریری وعدہ کے سکرٹری صاحب نے اس ماہ کی رپورٹ نہیں بھیجی۔ حالانکہ انکی درخواست پر ضروری معلومات بھی انکو ابتدائے ماہ فروری میں بھیجدی گئی تھیں۔ **کراچی** - افسوس ہے کہ اس جماعت کی طرف سے اس ماہ کی رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔ **احمد آباد** - اس جماعت نے بھی اس ماہ میں رپورٹ نہیں بھیجی **سکھر** اس جماعت نے بھی رپورٹ نہیں بھیجی **نصرت آباد** - افسوس ہے کہ باوجود اس بات کے کہ پراونشل سکرٹری تعلیم و تربیت صوبہ سندھ اس جماعت میں رہتے ہیں۔ لیکن ابھی تک رپورٹ نہیں آئی۔ ماہ اپریل شروع ہوگیا ہے۔ **ناصر آباد**: - اس جماعت کی طرف سے ماہ ہذا کی رپورٹ موصول نہیں ہوئی **بھینی ضلع گورداسپور** - اس جماعت کی طرف سے پہلی دفعہ رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ چونکہ اپنی مسجد نہیں اس لئے ایک مرکزی جگہ میں نماز ادا کی جاتی ہے۔ اوسط حاضری رپورٹ میں درج نہیں درس کا انتظام بھی اس جماعت میں نہیں ہے امتحان کتب حضرت مسیح موعودؑ میں ابھی تک کوئی دوست شامل نہیں ہوا۔ چونکہ سکرٹری صاحب جماعت اپنے آئین سے پورے طور پر واقف نہ تھے۔ اس لئے انکو مختلف ہدایات سمجھا کر معہ مستقل انتظام متعلق تعلیم و تربیت کے ہدایت کی گئی ہے **گاہلڑیاں**: نماز باجماعت کا انتظام ہے۔ لیکن سیکرٹری جماعت اس انتظام پر مطمئن نہیں۔ درس کا ابھی جماعت میں انتظام نہیں سردست جماعت نے امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں شامل ہونے کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی۔ اخلاقی اصلاح کیلئے عہدیداران جماعت میں کوشش کر رہے ہیں۔ مولوی میر دلی صاحب بچوں کی دینی تعلیم کے لئے ہفتہ میں دو بار تشریف لاتے ہیں سیکرٹری تعلیم و تربیت چونکہ ابھی نئے مقرر ہوئے ہیں۔ اس لئے ابھی اپنے کام سے پوری طرح واقف نہیں ان کو ہدایات بھیجی گئی ہیں۔ **سہابھڑہ** - افسوس کہ اس ماہ میں جماعت کی طرف سے رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔ حکیم عبدالرحیم صاحب کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے۔ **داراپور** - اس جماعت کی طرف سے یہ پہلی باقاعدہ رپورٹ اس ماہ میں موصول ہوئی ہے۔ جماعت میں مسجد نہیں ہے لیکن ایک پرائیویٹ مکان میں نماز باجماعت کا انتظام ہے۔ تفسیر کبیر اور حدیث شریف کا درس ہوتا ہے۔ لیکن کتب حضرت مسیح موعودؑ کے درس کا کوئی انتظام نہیں۔ امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں شامل ہونے کیلئے تحریک کی گئی ہے لیکن ابھی تک نظارت ہذا کو اس کے نتیجہ سے کوئی اطلاع نہیں ہوئی۔ میر دلی صاحب ہزاروی کی کوشش اس علاقہ میں خاص طور پر قابل شکریہ ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء **چھادریاں**۔ اس جماعت کی طرف سے یہ پہلی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ عام دینی تعلیم دینے کا انتظام اس جماعت میں موجود ہے اگرچہ ابھی ابتدائی مرحلہ پر ہے۔ نماز باجماعت کا انتظام موجود ہے۔ بوجہ زمیندارہ جماعت ہونے کے درس کا انتظام کرنے میں دقت ظاہر کی گئی ہے۔ لیکن اس کے متعلق جماعت کی دقت کو حل کر دیا گیا ہے۔ امتحان کتب حضرت مسیح موعودؑ میں شریک ہونے کے لئے ابھی تک جماعت نے کوئی حصہ نہیں لیا۔ اخلاقی اصلاح کے لئے بھی عہدیداران کوشاں ہیں۔ عہدیداران جماعت کو ابھی اُن کے فرائض بوجہ نئی جماعت ہونے کے سکھلائے جارہے ہیں۔ **جمشید پور**: افسوس ہے۔ کہ اس ماہ میں اس جماعت کی طرف سے رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔ **جہلم شہر**: اس جماعت کی رپورٹ ماہ اپریل کے ابتداء میں موصول ہوئی ہے۔ نماز باجماعت درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا باقاعدہ انتظام ہے۔ اوسط حاضری نماز باجماعت پہلے سے ترقی پر ہے۔ لیکن تعداد افراد بالغان کے مقابلہ پر ابھی اصلاح طلب ہے امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ابھی تک بھی تعلیم یافتہ جماعت ہونے کے اس جماعت نے کوئی حصہ نہیں لیا۔ یہ امر قابل افسوس ہے۔ جماعت میں تعلیم و تربیت کے مدنظر ایک نگران کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس کے لئے درخواست کی ہے۔

(ناظر تعلیم و تربیت)

احباب سے درخواست

ہم نے حسب اعلانات سابقہ ان احباب کی خدمت میں جن کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ یا ۲۰ را اپریل تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ اور جن کی طرف سے ۸۔ اپریل تک چندہ وصول نہیں ہوا۔ وی۔پی ارسال کر دیئے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ وی۔پی وصول فرما کر ممنون فرمائیں۔ اُمید ہے۔ کوئی دوست یہ گوارا نہ فرمائیں گے۔ کہ ان کی عدم توجہی سے وی۔پی واپس ہو کر دفتر کی مشکلات میں اضافہ کرنے کا موجب ہو۔

منیجر "الفضل"

ماہوار چندہ دینے والے اصحاب سے گذارش

جو اصحاب "الفضل" کا چندہ ماہوار ادا کرتے ہیں۔ اُن سے پُرزور درخواست کی جاتی ہے کہ وہ براہ کرم ادائیگی میں باقاعدگی اختیار فرمائیں۔ دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض دوست ماہوار ادائیگی کا وعدہ فرما کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور جب تک بذریعہ خط یاد دہانی نہ کرائی جائے۔ ادائیگی نہیں کرتے۔ موجودہ زمانہ میں ہر ماہ میں بذریعہ خط یاد دہانی کرانا ہمارے لئے مالی لحاظ سے ناممکن امر ہے۔ لہٰذا ہم احباب سے التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ باقاعدہ اور بر وقت چندہ کی ادائیگی کو اپنا شعار بناتے ہوئے دفتر سے تعاون فرمائیں۔

منیجر "الفضل"

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نئی دہلی۔ ۱۱ اپریل۔ مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے اعلان کر دیا ہے کہ سر کرپس کی تجاویز اپنی موجودہ صورت میں ناقابل قبول ہیں۔ مسلم لیگ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ہندوستان میں دو یا دو سے زائد آزاد یونینوں کو معرض وجود میں آنے کا موقع دے کر پاکستان کے امکانات کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اس کے لئے مسلم لیگ کا اظہار تشکر کرتی ہے۔ لیکن ورکنگ کمیٹی کو افسوس ہے کہ ملک معظم کی حکومت نے جو تجاویز مرتب کی ہیں اور جن میں آئین ہندوستان کے بنیادی اصول مذکور ہیں کسی ترمیم کی اجازت نہیں بنیادی اصول کے متعلق ملک معظم کی حکومت کا یہ جابرانہ رویہ ان تجاویز میں کوئی رد و بدل نہیں ہو سکیگا۔ قابل افسوس ہے۔ اندریں حالات مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے لئے اور کوئی چارہ کار نہیں کہ ان تجاویز کو بہیئت موجودہ ناقابل قبول قرار دیدے۔

نئی دہلی۔ ۱۱ اپریل۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی کی اصل قرارداد آج شائع ہو گئی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ برطانی کابینہ کی طرف سے جو دستاویز یہاں پہنچی ہیں۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی اسے قابل قبول نہیں سمجھتی اس مرحلے پر دفاع کے معاملہ کو ہندوستانی ذمہ داری کی حدود سے باہر رکھنا اس ذمہ داری کو بے حقیقت بنا دینے کے مترادف ہے۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی واضح کر دینا چاہتی ہے کہ جنگ کے دوران میں ہندوستان آزاد نہیں ہو سکتا اور اس کی حکومت آزاد حکومت کے فرائض ادا نہیں کر سکتی۔

نئی دہلی۔ ۱۱ اپریل۔ سر سٹیفورڈ کرپس نے آج پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ ملک معظم کی حکومت نے ہندوستان کے لئے جو پیش کش کی تھی۔ اسے اب واپس لے لیا گیا ہے۔ آپ نے کہا کہ جماعتوں کی طرف سے جو جواب مجھے موصول ہوئے ہیں۔ ان کے پیش نظر مجھے انتہائی رنج و تأسف کے ساتھ ملک معظم کی حکومت کو مشورہ دینا پڑا ہے کہ جو تجاویز مرتب ہوئی تھیں۔ ان کی منظوری کے متعلق کوئی ایسا طریق کار اختیار نہیں کیا گیا۔ جس کے پیش نظر یہ مناسب ہو کہ انکا مسودہ کی صورت میں اعلان کر دیا جائے۔ اندریں حالات مسودہ کو واپس لے لیا گیا ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ آج یہاں وہی پوزیشن ہے جو میرے آنے سے پہلے تھی۔ سر سٹیفورڈ نے اعلان کیا۔ کہ ہندوستان خطرے میں ہے۔ ہر وہ شخص جسے ہندوستان سے محبت ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے طریق پر اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ہندوستان کی امداد کے لئے کمربستہ ہو جائے۔

ہم نے مفاہمت کے لئے آخری کوشش بھی کر ڈالی۔ مگر ہم ناکام رہے۔ خیر کچھ پرواہ نہیں۔ قصور خواہ کسی کا ہو میں سارا قصور اپنے ذمہ لینے کو تیار ہوں بشرطیکہ میرا یہ طریق کار ہندوستان کو اس کے اپنے بچاؤ کی خاطر متحد کر لینے کا ذریعہ بن سکے۔

اب یہ ضروری ہے کہ ہندوستان پوری یکسوئی کے ساتھ اپنی سرزمین کے دفاع کی خاطر سرگرم عمل ہو جائے۔ اور اپنے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کے لئے پورا پورا سامان کرے۔ تاکہ ان کے چینی دوستوں اور ہمسائیوں پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے وہ اس سے محفوظ رہ سکیں۔

برلن۔ ۱۱ اپریل۔ صوفیہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ بلغاریہ کی حکومت نے استعفےٰ دے دیا ہے۔

واشنگٹن۔ ۱۱ اپریل۔ فلپائن کے ایک جزیرہ سیبو میں ۱۲ ہزار جاپانی فوج اتاری گئی ہے۔ ان کی زبردست مزاحمت کیگئی جاپانیوں کا بھاری نقصان جان ہوا ہے۔

بنارس۔ ۱۱ اپریل۔ آج اطلاع ملی ہے کہ پولیس نے تین جرمن قیدیوں کو زیر حراست کر کے جیل میں بند کر دیا ہے۔ یہ تینوں چلتی ٹرین سے بھاگ نکلے تھے۔ اور دیہات میں چھپتے رہے تھے۔ ان میں سے صرف ایک انگریزی زبان بول سکتا۔ اور سمجھ سکتا تھا۔

جموں۔ ۱۱ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت کشمیر نے مسٹر گنگا ناتھ آف الہ آباد کو کشمیر ہائی کورٹ کا چیف جج کا عہدہ پیش کیا ہے۔

کانگرس نے مندرجہ ذیل مطالبات مسٹر سٹیفورڈ سے کئے تھے:۔

(۱) مکمل آزادی سے کم کسی بات پر تصفیہ ممکن نہیں۔ (۲) مرکز میں نیشنل گورنمنٹ قائم کی جائے۔ (۳) ڈیفنس پر ہندوستان کا کنٹرول بدھ نیتی پر بیشک برطانوی گورنمنٹ کا کنٹرول ہو۔ (۴) والیان ریاست کو نہیں بلکہ ریاستی پرجا کو آئین ساز مجلس میں مناسب نمائندگی دی جائے۔ (۵) صوبوں کو آل انڈین یونین سے علیحدہ ہونے یا اس میں شامل ہونے کا حق نہ دیا جائے۔

گورنمنٹ ہندوستان کو یہ حقوق دینے کے لئے تیار تھی:۔

(۱) جنگ کے بعد آئین میں مکمل تبدیلی (۲) ڈیفنس پر نام نہاد جزوی کنٹرول (۳) مرکز کے باقی تمام محکمہ جات ہندوستانیوں کے سپرد کر دیئے جائینگے (۴) وائسرائے اپنے اختیارات سے اگزیکٹو کونسل کے فیصلہ کو رد کر سکیگا۔ (۵) صوبوں کو آل انڈیا یونین سے علیحدگی کا غیر یقینی حق۔ (۶) ریاستوں کی رعایا کو نہیں بلکہ والیان کو آئین ساز مجلس کے لئے نمائندے نامزد کرنے کا حق۔

نئی دہلی۔ ۱۱ اپریل۔ پریس کانفرنس میں ایک بیان پڑھنے کے بعد سر سٹیفورڈ کرپس نے سوالات کا جواب دیا۔ ایک سوال کیا گیا۔ کہ اگر ہندوستان کی مختلف پارٹیاں کوئی متفق فیصلہ کریں۔ تو کیا برطانوی وار کیبنٹ اسے منظور کر لے گی؟ سر سٹیفورڈ نے کہا۔ میں ہاں یا نہ کہنے کیلئے وار کیبنٹ کو پابند نہیں کر سکتا۔ جب آپ اخباری نمائندوں کی طرف سے شکریہ کا جواب دینے لگے۔ تو آپ کا جی بھر آیا۔ اور آپ نے کہا۔ شائد میں پھر ہندوستان آؤں۔ مگر کس حیثیت میں۔ یہ خدا ہی جانتا ہے۔

لنڈن۔ ۱۱ اپریل۔ خلیج بنگال میں برطانیہ کو جہازوں کا جو نقصان ہوا ہے۔ اس سے سمندری لڑائی کو چلانے کے طریقہ پر عام لوگوں میں بڑی گھبراہٹ پائی جاتی ہے۔ اور کئی اخباروں نے مطالبہ کیا ہے۔ کہ اس طریقہ میں فوراً تبدیلی ہونی چاہیئے۔

لاہور ۱۱۔ اپریل۔ وزیر اعظم بنگال آج صبح یہاں آئے۔ مگر شام کو دہلی چلے گئے۔

لنڈن ۱۱۔ اپریل۔ کل برطانوی طیاروں نے مغربی جرمنی پر شدید بمباری کی تھی بندرگاہوں پر زبردست بم گرائے گئے۔ ان حملوں سے برطانیہ کے ۱۳ طیارے واپس نہیں آئے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی۔